بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیدا کرنے والے کو پہچانو!

مصنف

حضرت مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحیؒ

ناشر

مدرسہ جمعیۃ القریش، ضلع سیکر، راجستھان، انڈیا

طبعِ اول:۔ ۲۰۰۹ء۔ تعداد:300 طبعِ دوم:۔ 2019ء تعداد:300

ویدوں کی بنیادی تعلیم سناتن دھرم میں توحید موجود ہے

سناتن دھرم کی تعلیم یہ ہے کہ پرمیشور نرکار (بغیر جسم) ہے، اس کی اُپاسنا (عبادت) بھی نراکار ہی ہونی چاہئے۔

۱۔ **سَاِش اِیکَ اِیکَ وِرِدِیکَ اِو** ۔(اتھروید:13:4:12)

ترجمہ: ’’وہ ایشور ایک ہے اور حقیقت میں صرف وہی ایک ہے۔‘‘

۲۔ **یه اِیکَ اِتَّ مُشْتُهِی** ۔(رگ وید:6:45:16) ترجمہ: ’’اس ایک کی ہی تعریف کرو۔‘‘

۳۔ **نَتَسَیَ پَرِتَمَا اَسْتِیَ یَسْیَ نَامَ مَهَدْشَهَ** ۔(یجروید:32:2:3)

ترجمہ: ’’اس کی کوئی مورتی کوئی شبیہ نہیں، اس کے نام کا جپ کرنا ہی سب سے بڑی نیکی ہے۔‘‘

۴۔ **اِیکَ اِیُوَ نَمَسْیُ وِکُشْ وِدُّیَهَ** ۔(اتھروید:2:2:1)’’صرف اس ایک کے آگے ہی سر کو جھکاؤ۔‘‘

۵۔ **اِکَمْ سَدْوِپْرَا بَهُدَها وِدَنْتِیُ** ۔(رگ وید:1:164:4)

ترجمہ: ’’اس ایک کو ہی وِدوانوں (عالموں) نے مختلف ناموں سے پکارا۔‘‘

٦۔ **نَهُ دِیوَا مُرْچِّهلا مِیَاه** ۔(شری مد بھاگوت مہاپران:10:84:11)

ترجمہ: ’’مٹی، پتھر اور مورتیاں وغیرہ دیو نہیں ہیں۔‘‘

ترجمہ: تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر۔(لوقا:8:4)

ترجمہ: وہ ایک ہی ہے، اس کے سوا اور کوئی نہیں، اس سے سارے دل اور ساری عقل اور ساری طاقت سے محبت رکھنا۔(مرقس:33:32:12)

ترجمہ: وہ ایک ہے، اس کی ہی عبادت کرو۔(رگ وید:15:45:16)

ترجمہ: اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو۔(رگ وید:1:1:8)

ترجمہ: پرمیشور ہی اول ہے اور وہی تمام مخلوقات کا اکیلا مالک ہے، وہ زمین اور آسمانوں کا مالک ہے، اُسے چھوڑ کر تم کس کو پوج رہے ہو۔(رگ وید:1:121:10)

ترجمہ: تو ہر جگہ موجود رہنے والا نور ہے۔(یجروید:35:5)

ترجمہ: اس پرمیشور کی کوئی مورتی نہیں بن سکتی۔(یجروید:3:32)

ترجمہ: پرمیشور کی آنکھ ہر طرف ہے، اس کا منہ ہر طرف ہے۔(رگ وید:3:81:10)

ترجمہ: وہی ہر چیز کا نگہبان ہے اور جسم سے پاک ہے۔(یجروید:8:40)

ترجمہ: پرمیشور نہ تو لکڑی میں ہے، نہ پتھر میں، نہ مٹی میں، وہ تو احساسات میں موجود ہے، اس کا احساس ہونا ہی اس کے وجود کی دلیل ہے۔(گروڑ پران-دھرم کانڈ-پریت کنڈ:13:38)

ترجمہ: (اے مالک!) تیرے جیسا نہ کوئی دونوں عالموں میں ہے اور نہ زمین کے ذرّات میں، اور نہ تیرے جیسا کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہوگا۔(یجروید:36:27)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ o (الذاریات:۵۶)

پیدا کرنے والے کو پہچانو......!

زندگی کا مقصد جان کر زندگی گذارنا عقلمندی ہے

انسان جب دنیا میں آیا ہے تو اُسے اپنی زندگی کا مقصد جان کر زندگی گزارنا چاہیئے کہ وہ دنیا میں کہاں سے آیا ہے؟ کیوں آیا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ اس لئے کہ انسان دنیا کا کوئی بھی کام اس کے مقصد کو جانے بغیر نہیں کرتا، اور جو کام بغیر مقصد کے کیا جاتا ہے وہ بیکار اور فضول ہوتا ہے، اس سے انسان کو کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اگر کوئی انسان بس یا ریل میں سفر کر رہا ہو اور اس سے سوال کیا جائے کہ وہ کہاں سے آ رہا ہے؟ اور کیوں سفر کر رہا ہے؟ اور کہاں جا رہا ہے؟ اور اگر وہ ان سوالوں کا جواب یوں دے کہ مجھے نہیں معلوم! تو ہم اس کو پاگل اور بیوقوف کہیں گے، اس لئے کہ بغیر مقصد کے سفر کرنے والا ہمارے نزدیک پاگل و بیوقوف کہلائے گا، بالکل اسی طرح جب ہم دنیا میں آئے ہیں تو ان تینوں سوالات کے جوابات معلوم کر کے زندگی گزارنا ہوگا۔

دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد کہاں جا رہے ہیں' معلوم کرنا ہوگا، تب ہی ہم وہاں کی تیاری اس دنیا میں کر سکتے ہیں، آج دنیا میں کروڑہا انسان اپنی زندگی کا مقصد جانے بغیر زندگی گزار رہے ہیں، ان تینوں سوالوں کے جوابات ہمیں دنیا کی لائبریریوں' اسکولوں اور کالجوں کی کتابوں سے نہیں مل سکتے، ان کے جوابات تو ہمیں ہمارے پیدا کرنے والے اور بنانے والے ہی کے بھیجے ہوئے علم سے مل سکتے ہیں اور وہ علم سوائے پیغمبر کے کسی کے پاس نہیں مل سکتا، اگر ایک انسان کو دُکان اور دفتر پر تجارت و نوکری کرنے کا مقصد معلوم ہی نہ ہو تو وہ دُکان یا دفتر جا کر تجارت اور نوکری کرنے کے بجائے اپنے وقت کو بیکار کاموں

میں خرچ کر دے گا اور دُکان سے کوئی فائدہ حاصل نہ کر سکے گا، یہی حال انسان کا ہے، انسان اگر دنیا میں آنے کے مقصد سے واقف نہ ہوتو وہ اپنی دنیا کی زندگی کو بیکار کاموں میں لگا کر برباد کردے گا اور دنیا سے فائدہ حاصل کرنے کے بجائے نقصان اُٹھائے گا، یہ زندگی بڑی قیمتی ہے، وہ ضائع ہوجائے تو پھر اُسے حاصل نہیں کرسکتا۔

انسان کی زندگی ہر لمحہ برف کی طرح کم ہورہی ہے!

انسان کی اس دنیا کی زندگی برف کی مانند ہے، جس طرح برف ہر لمحہ و ہر وقت پگھلتی اور کم ہوتی رہتی ہے اسی طرح انسان کی زندگی ہر سال، ہر مہینہ، ہر ہفتہ، ہر دن، ہر منٹ اور ہر لمحہ کم ہوتی رہتی ہے، عقلمند اور سمجھدار تاجر برف کو پگھلنے سے پہلے دنیا کی کرنسی میں تبدیل کرلیتا ہے، بالکل اسی طرح عقلمند انسان اپنی اس دنیا کی زندگی کو مرنے سے پہلے مرنے کے بعد والی زندگی کی کرنسی میں تبدیل کرلیتا ہے، مرنے کے بعد والی زندگی کی کرنسی اس کے دنیا کے اچھے اعمال و اخلاق ہوتے ہیں، جو نیکیوں کی شکل میں جنت (سورگ) میں ملیں گے۔

انسان گزرا ہوا وقت اور زندگی کو واپس نہیں لاسکتا، انسان کی زندگی سونا، چاندی اور روپے پیسے سے بھی بہت زیادہ قیمتی ہے، اس لئے کہ انسان دولت، سونا چاندی وغیرہ ختم ہونے یا گم ہونے پر پھر محنت کر کے یہ چیزیں پہلے سے زیادہ جمع کرسکتا ہے، لیکن زندگی کے وقت اور عمر کو پھر دوبارہ واپس نہیں لاسکتا، نادان انسان زندگی کے مقصد سے واقف نہ ہونے پر سالگرہ مناکر یا اپنی زندگی میں نیا سال آنے پر کیک کاٹ کرنا چتا گاتا اور خوشیاں مناتا ہے، اگر کسی کینسر کے مریض کو ڈاکٹر یہ کہہ دے کہ وہ چار مہینے زندہ رہے گا، تو کیا تین مہینے ختم ہوجانے پر وہ مریض اپنی زندگی کا ایک مہینہ باقی رہنے پر خوشی منائے گا؟ اگر منائے گا تو وہ ہماری نظروں میں بیوقوف کہلائے گا، مگر آج غافل انسان اپنی زندگی کے کم ہونے اور موت سے قریب ہوجانے پر خوشیاں مناتے ہیں، عقلمند انسان بچی ہوئی زندگی کو کارآمد بنانے کی کوشش کرے گا۔

انسانی زندگی کے دو حصے ہیں

دنیا کے ہر مذہب کا انسان جانتا ہے کہ یہ دنیا انسان کے مختصر وقت تک ٹھہرنے کی جگہ ہے، یہاں پر ہر انسان کو ایک نہ ایک دن موت آتی ہے اور وہ دنیا کو چھوڑ کر دنیا سے غائب ہو جاتا ہے، ہر روز انسانوں کو مرتا ہوا دیکھ کر بھی وہ یہ نہیں سوچتا کہ یہ مرنے والا انسان مر کر کہاں چلا گیا؟ اس کو دنیا سے کیوں ہٹا دیا گیا؟ اس کے جسم کو تو جلا دیا گیا یا دفن کر دیا گیا، آخر روح کہاں گئی؟ روح کا کیا حال ہے؟ وہ کس حالت میں ہے؟ انسان کا اصل نام تو روح (آتما) ہی سے ہے' جسم سے نہیں، خوب اچھی طرح یاد رکھئے کہ انسانی زندگی کے دو حصے ہیں، ایک حصہ مرنے سے پہلے کی زندگی کا، دوسرا حصہ مرنے کے بعد والی زندگی کا، مرنے سے انسان ختم نہیں ہو جاتا، صرف اس کا جسم ختم ہو جاتا ہے لیکن روح باقی اور زندہ رہتی ہے، البتہ اس کا مقام وٹھکانہ بدل جاتا ہے، اس کی مثال سوار اور سواری کی طرح ہے، روح جسم پر سوار تھی، سواری چھوڑ کر چلی جاتی ہے۔

انسان کے پیدا کرنے والے نے دنیا کو انسان اور جنوں کے لئے امتحان گاہ Examination Hall بنایا ہے، جہاں انسان کو اچھے اور برے اعمال کرنے کا اختیار اور آزادی دی گئی ہے، اور ایک مختصر مدت تک دنیا میں عمل کرنے کا موقع دیا گیا ہے، اور مرنے کے بعد انسان کو اپنے اعمال کا بدلہ پانے کی جگہ جسے آخرت کہا گیا اور بنایا گیا ہے، یعنی دنیا عمل کرنے کی جگہ ہے اور آخرت مرنے کے بعد اعمال کا بدلہ پانے کی جگہ ہے، جہاں سورگ (جنت) اور نرک (دوزخ) بھی ہے، اس لئے دنیا کی زندگی بے مقصد نہی بلکہ بامقصد ہے، یہیں سے انسان اپنی زندگی بنا سکتا ہے یا بگاڑ سکتا ہے، یہیں سے انسان اور جن کامیاب ہو سکتے ہیں یا ناکام ہو سکتے ہیں۔

دنیا میں امتحان اور آزمائش کا طریقہ کار کیا ہے؟

اللہ نے دنیا کی اس امتحان گاہ میں انسانوں اور جنوں کو پوری طرح اختیار اور آزادی

دی ہے اور وقت کی شکل میں ۶۰۔۷۰۔ یا ۸۰؍سال کی زندگی کی مہلت عطا فرمائی ہے، جس طرح انسان خود دنیا کے امتحانات کے وقت امتحان لکھنے کے لئے ۳؍گھنٹوں کا وقت مقرر کرتا ہے اور وقت پورا ہو جانے کے بعد بچے کو امتحان گاہ سے نکال دیا جاتا ہے، اور جب سب بچوں کا امتحان مکمل ہو جانے کے بعد نتیجہ کا دن مقرر کر کے کامیاب اور ناکام بچوں کا اعلان کر دیا جاتا ہے، بالکل اسی طرح اللہ نے دنیا کو اچھے برے اعمال کرنے کی جگہ بنایا اور پھر قیامت کے ذریعہ دنیا کو ختم کر کے آخرت کے دن انسانوں کا نتیجہ **Result** ظاہر کر دے گا۔

جو انسان آخرت کے دن کامیاب ہوگا‘ اُسے انعام کے طور پر سورگ (جنت) یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی آرام والی زندگی عطا کرے گا، اور جو انسان ناکام ہوگا‘ جس طرح مکان کے ٹوٹنے کے بعد بیکار کچرے کو توڑ پھوڑ کر جلا دیا جاتا ہے ویسے ہی ناکام انسانوں کو نرک (جہنم) میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ڈال کر جلایا جاتا رہے گا، وہاں کی آگ دنیا کی آگ سے ۶۹؍درجہ تیز ہوگی، جہنم کی آگ کا اندازہ انسان دنیا میں نہیں لگا سکتا، جس کا گناہ جتنا بڑا ہوگا اس کا جسم بھی اتنا بڑا کر دیا جائے گا۔

دنیا میں سب سے پہلے اللہ کو صحیح پہچاننا ہوگا

دنیا میں اللہ انسانوں کو ان کی سر کی آنکھوں سے نظر نہیں آتا، اس لئے جس طرح دنیا کے امتحان میں کوئی ایک سوال لازمی اور ضروری ہوتا ہے، اس کا صحیح جواب لکھے بغیر دوسرے جوابات قبول نہیں کئے جاتے، اسی طرح انسانوں پر لازمی اور ضروری ہے کہ وہ سب سے پہلے اللہ کو بغیر دیکھے پہچان کر اس کو اکیلا اپنا مالک مانے اور ایمان لائے، بغیر اس ایمان کے دوسرے تمام اعمال قبول نہیں کئے جائیں گے، اگر انسان اللہ کی صحیح پہچان نہ رکھے اور برائے نام مانے تو اس کی نماز، روزہ خیرات اور دوسرے نیک اعمال قبول نہیں کئے جائیں گے، یا وہ مانتے ہوئے مخلوقات کو بھی اللہ جیسا سمجھے تو اس کے سارے اچھے اعمال ردّ کر دئے جائیں گے، اس لئے دنیا کے اس امتحان میں اپنے مالک‘ خالق اور پروردگار کی صحیح پہچان حاصل

کر کے اس پر ایمان لانا اور اسی کا آگیہ پالن کرنا ہوگا، انسانوں اور جنوں کا مالک ان کو پیدا ہی اس لئے کیا کہ وہ اللہ کو بغیر دیکھے پہچانے اور اسی کی عبادت اور اطاعت کریں۔

دنیا کو دارالاسباب Place of Sources بنایا گیا

چنانچہ اللہ نے انسانوں کا امتحان لینے کے لئے دنیا کو دارالاسباب **Place of Sources** بنایا، یعنی اللہ ہی کی طرف سے انسان کو اس کی تمام ضرورتیں مختلف مخلوقات اور اسباب سے ملتی رہیں گی، لیکن انسان کو اصل مالک نظر نہیں آئے گا، چنانچہ اللہ نے سانس حاصل کرنے کے لئے ہوا کو ذریعہ **Source** بنایا، روشنی اور گرمی حاصل کرنے کے لئے سورج اور چاند ستاروں کو ذریعہ بنایا، پھل پھلاری، غلّہ، اناج اور ترکاریاں حاصل کرنے کے لئے پودوں اور درختوں کو ذریعہ بنایا، پانی حاصل کرنے کے لئے ابر کو ذریعہ بنایا، گوشت، انڈے، دودھ حاصل کرنے کے لئے جانوروں کو ذریعہ بنایا، بیماریوں کو دور کرنے کے لئے دوا، ڈاکٹر اور دواخانوں کو ذریعہ بنایا، دولت کمانے کے لئے نوکری، تجارت اور دُکان کو ذریعہ بنایا، زراعت کرنے کے لئے، پیاس بجھانے کے لئے پانی کو ذریعہ بنایا، بھوک مٹانے کے لئے غذاؤں کو ذریعہ بنایا۔

اسی طرح اللہ کی پہچان اور اس کی مرضیات پر زندگی گذارنے، دنیا کی حقیقت سمجھانے اور مرنے کے بعد والی زندگی سمجھانے کے لئے پیغمبروں کو ذریعہ بنایا، انسانوں کو تمام اسباب کے درمیان رکھ کر خود نظر نہیں آتا اور انسانوں کو یہ تعلیم دی کہ وہ اسباب **Sources** کے درمیان رہ کر ظاہری اسباب سے فائدہ اٹھائیں مگر اسباب کو اصل نہ سمجھیں بلکہ اسباب کے اصل مالک پر نظر رکھیں، اسباب میں جو کچھ کمال اور خوبی نظر آئے اسے اللہ کی خوبی و کمال جانیں؛ نہ کہ اسباب اور مخلوقات کا کمال و خوبی تصور کریں، اور یہ عقیدہ رکھیں کہ اللہ کی مرضی کے بغیر اسباب اپنی طاقت اور اپنی مرضی سے نہ کچھ فائدہ پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان۔

اللہ اسباب کا محتاج نہیں ہے

اللہ نے اسباب کو پیدا کیا اور ان سے جو چاہے کام لے سکتا ہے، اسباب میں ان کی اپنی ذاتی کوئی قوت اور صلاحیت نہیں، مثلاً

☆ اس نے ہوا کو پیدا کیا، ہوا کی یہ خاصیت رکھی کہ وہ معمولی کنکر اور لکڑی کے ٹکڑے کو گرا دیتی ہے، مگر وہی ہوا اللہ کے حکم سے انسانوں کے وزنی جہازوں کو سنبھالتی ہے، ابر اور ان میں موجود برف اور اولوں کے ٹکڑوں کو مختلف علاقوں میں اُڑائے لئے پھرتی ہے، پھر ابر ہر جگہ نہیں برستے، جہاں اللہ کا حکم نہ ہو وہاں سے گذر جاتے ہیں، جب اللہ چاہتا ہے اُسے طوفانی بنا کر آندھی اور طوفان لاتا ہے۔

☆ پانی کو اللہ نے پیدا کیا، اس میں یہ خاصیت رکھی کہ وہ معمولی کنکر کو بھی ڈبو دیتا ہے، مگر جب اللہ کا حکم ہوتا ہے تو انسانوں کے بڑے بڑے جہاز پھولوں کی طرح پانی پر تیرتے ہیں، پانی میں وزنی Whale Fish وھیل مچھلیاں تیرتی ہیں، ہاتھی، گینڈا جیسے وزنی جانور کو اللہ نے پانی میں تیرنے کی صلاحیت دی ہے، جب اللہ کا حکم ہوتا ہے، تو یہی پانی سمندروں میں سے سونامی بن کر آ کر زمین پر تباہی مچا دیتا ہے۔

☆ اللہ تعالیٰ سورج کو گرمی اور روشنی دینے کا زبردست گولہ بنایا، مگر جب یہی سورج اور چاند پر اللہ کا حکم ہوتا ہے تو وہ عین چمکنے اور روشن ہونے کے وقت' گہن لگنے سے بے نور ہو جاتے ہیں، سورج کی گرمی' سردی اور برسات میں ٹھنڈی پڑ جاتی ہے، اور وہ ہر روز طلوع ہوتا ہے اور پھر غروب ہو جاتا ہے، دن بھر ایک روشنی کے ساتھ نہیں ٹھہر سکتا، یہ سب اللہ کا کمال ہے جو اس نے سورج میں رکھا ہے، سورج کا اس طرح طلوع و غرب ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ اپنے مالک کے اشارے پر چل رہا ہے۔

☆ دنیا میں انسان اور جانور بیمار ہوتے ہیں، مگر ایک ہی دوا سے دس مریضوں میں سے چھ اچھے ہو جاتے ہیں اور چار مر جاتے ہیں۔

☆ انسان اور جانور کی جب موت کا وقت آتا ہے تو ہوا میں آکسیجن ہونے' ناک کھلے رہنے اور پھیپھڑے کام کرنے کے باوجود ہوا میں انسان اور جانور سانس لینا بند کر دیتے ہیں، ہوا میں زندہ رکھنے کی صلاحیت ہوتی تو سانس بند کیوں ہوتی؟ ہوا ہوتے ہوئے موت کیسے آرہی ہے؟

مرد اور عورت کے ذریعہ انسان کو اولاد ہوتی ہے، مگر بہت سارے لوگ اولاد سے محروم بھی رہتے ہیں اور کسی کو صرف لڑکیاں اور کسی کو صرف لڑکے ہوتے ہیں، سارا نظام اللہ کے ہاتھ میں ہے، وہ چاہے تو اولاد دے یا اولاد سے محروم رکھے، اللہ نے نر اور مادہ کے ذریعہ کیڑے پیدا ہونے کا طریقہ رکھا، مگر پھلوں، ترکاریوں اور غلہ واناج اور گندگی میں بغیر نر اور مادہ کے کیڑے پیدا کرتا ہے، اس لئے کہ وہ اسباب کا محتاج نہیں۔

☆ آسمان یعنی خلاء میں سورج' چاند اور ستاروں کو بغیر پلّر اور سہارے کے کھڑا رکھا ہے، بغیر مشین کے ہوا کو طوفانی بنا دیتا ہے، بغیر مشین کے زمین کو جہاں سے چاہے زلزلے کے ذریعہ ہلا دیتا ہے۔

انسان غلہ واناج اور ترکاریاں کھا کر، چمگاڈر خون پی کر، شیر کی مادہ گوشت کھا کر، خنزیر کی مادہ کیچڑ اور غلاظت کھا کر اور بکریاں اور ہرن گھاس کھا کر دودھ دیتے ہیں۔

اس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ وہ بغیر پیروں کے سانپ کو دوڑا دے، بغیر آنکھوں کے دیمک اور (Kiwi Bird) سے کام لے لے، بغیر ہاتھوں کے دُم اور پَروں سے کام لے لے، اور سونڈھ میں ہاتھوں کی طاقت دیدے۔

غرض اللہ اسباب سے بھی کام لیتا ہے اور بغیر اسباب کے بھی سب کچھ کر سکتا ہے، مگر اس نے دنیا کو انسانوں اور جنوں کے امتحان کے لئے دارالاسباب بنایا، وہ جانوروں، زمین، آسمان، ہوا، پانی، درخت، سورج، چاند اور ستاروں کو بغیر کتاب' بغیر استاد اور بغیر مدرسہ، اسکول و کالج کے ہدایت و رہنمائی دیتا ہے اور سوائے انسان اور جن کے تمام مخلوقات کے اندر ان کی فطرت میں ہدایت و رہنمائی رکھ کر پیدا کرتا ہے، جس کی وجہ سے جیسے جیسے وہ پرورش پاتے ہیں، اللہ کی مرضیات پوری کرتے ہیں اور اپنی ذمہ داریاں ادا

کرتے رہتے ہیں، وہ سوائے اپنے مالک کے کسی کی عبادت واطاعت نہیں کرتے۔

انسانوں کی ہدایت ورہنمائی کا انتظام کیسے کیا گیا؟

دنیا کی دوسری مخلوقات کی طرح انسان فطرۃً ہدایت یافتہ پیدا نہیں ہوتا، وہ مرغی، بکری، مچھلی کی طرح خود بخود اپنی فطرت سے ہدایت حاصل نہیں کرسکتا، اس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے اللہ نے باہر سے پیغمبر اور کتاب کے ذریعہ انتظام فرمایا، تاکہ وہ اللہ کو پہچان کر اس پر ایمان لائے اور اپنے اکیلے مالک ہی کی مرضی پر زندگی گذارے، انسان کے جسم کے اعضاء بھی اللہ کی طرف سے ہدایت یافتہ ہوتے ہیں، مگر انسان کی عقل وفہم کو باہر سے ہدایت ورہنمائی حاصل کر کے نیکی اور گناہ کا تصور قائم کر کے صحیح اور غلط راستے کا انتخاب کرنا پڑتا ہے، تب ہی وہ دنیا سے کامیاب زندگی گذار کر جاسکتا ہے، اگر اس نے عقل وفہم کا صحیح استعمال نہیں کیا تو شیطان جو اس کا بڑا دشمن ہے اس کے بہکاوے میں آکر یا تو اللہ کا باغی بن جاتا ہے یا اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک کر کے اکیلے اللہ کی عبادت و اطاعت سے دور ہوجاتا ہے اور جہنم کے راستے پر چلا جاتا ہے۔

انسان اسباب کے بیچ رہ کر گمراہ ہو رہا ہے!

انسان دنیا کی اس زندگی میں جب پیغمبر کی تعلیمات سے فائدہ نہیں اٹھاتا ہے تو جن جن چیزوں سے فائدہ یا نقصان ہوتا ہے ان سے متاثر ہوکر غلط فہمی میں مبتلا ہو رہا ہے اور اسباب ہی کو اصل نفع ونقصان کا مالک سمجھ رہا ہے، چنانچہ کھیت سے فائدہ ہونے پر کسان زمین سے پلنے کا تصور قائم کرلیتا ہے، دُکان سے نفع ملنے پر دُکان سے پلنے کا تصور قائم کرلیتا ہے، ڈاکٹر اور دوا سے فائدہ ہونے پر دوا اور ڈاکٹر کو اصل سمجھ لیتا ہے، مزدور اور کاریگر مشینوں اور اوزار سے پلنے کا تصور قائم کرلیتے ہیں۔

کسی کی نگاہیں ماں باپ پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں نوکری پر، کسی کی نگاہیں اولاد یا

شوہر پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں دولت پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں ابر اور پانی پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں آگ پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں ستاروں پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں جانوروں پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں دنیا کی ڈگریوں پر جم گئیں، کسی کی نگاہیں بیماریوں پر جم گئیں اور وہ کہتا ہے کہ فلاں بیماری کی وجہ سے میرے بیٹے کی موت ہوگئی، کوئی کہتا ہے کہ گھر منحوس ہے، اس لئے نقصان ہو رہا ہے، کوئی کہتا ہے کہ عورت منحوس ہے اس لئے پریشانیاں آ رہی ہیں، کوئی کہتا ہے کہ اگر میں کچھ دیر سے جاتا تو ایکسیڈنٹ سے بچ جاتا، کوئی کہتا ہے کہ فلاں تاریخ یا فلاں دن منحوس ہے، اس لئے اچھا کام اس دن نہ کیا جائے، شادی فلاں تاریخ کو نہ کی جائے، کسی کی نگاہیں انسانوں پر جم گئیں اور وہ سب کچھ اس انسان کے ہاتھ میں سمجھتا ہے۔

غرض جب انسانوں کی عقل وفہم کو پیغمبر کے ذریعہ تعلیمات نہیں ملتیں تو وہ اسباب سے نفع ونقصان ہوتا ہوا دیکھ کر اسباب **Sources** ہی پر نگاہیں جما لیتا ہے، اللہ پر نگاہ نہیں رکھتا، بننے اور بگڑنے کا تصور اسباب سے کر لیتا ہے، انسان سے ہٹ کر جانور ایسا نہیں کرتا، مثلاً کتے کو جب کوئی انسان پتھر مارتا ہے تو وہ پتھر کی طرف نہیں بھاگتا اور نہ پتھر کو اصل سمجھتا ہے بلکہ جس انسان کے ہاتھ سے پتھر نکلا ہے اس کو کاٹنے کے لئے دوڑتا ہے، یا انسان کو اصل سمجھ کر اس پر بھونکتا ہے، شیر کو بندوق سے گولی مارنے پر شیر گولی کو اصل نہیں سمجھتا بلکہ بندوق چلانے والے کی طرف بھاگ کر اس پر حملہ کرتا ہے۔

انسان بھی آندھی' طوفان یا زلزلے آنے پر زمین یا ہوا یا سمندر کو الزام نہیں دیتا بلکہ ان چیزوں پر سے نگاہیں ہٹا کر اللہ کی طرف سے آنے کا عقیدہ رکھتا ہے، مگر وہی انسان زندگی کے دوسرے تمام کاموں میں نفع ونقصان اسباب سے تصور کرتا ہے، اللہ سے نہیں کرتا۔

اگر زمین سے زراعت ہو رہی ہے تو زمین کو زراعت کے قابل اللہ نے بنایا، اس میں زمین کا کوئی کمال نہیں، اگر ابر سے پانی برس رہا ہے تو یہ ابر کا کمال نہیں بلکہ اللہ کا کمال ہے، اگر سورج، چاند اور ستاروں سے گرمی اور روشنی مل رہی ہے تو یہ صرف اللہ کا کمال ہے، سورج' چاند ستاروں کا کمال نہیں، اگر جانوروں سے دودھ، انڈے اور گوشت مل رہا ہے تو یہ اللہ کا کمال ہے

جانوروں کا کمال نہیں، اگر دُکان اور نوکری سے پرورش ہو رہی ہے تو یہ پرورش اللہ کی طرف سے ہے، دُکان اور نوکری کا کمال نہیں، اولاد، ماں باپ اور شوہر سے ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں تو اللہ ان کو ذریعہ (Source) بنا کر پرورش کر رہا ہے، یہ ماں باپ اور شوہر کا کمال نہیں۔

مگر افسوس اللہ اور کسان کے درمیان کھیت پردہ بن گیا، اُسے اللہ نظر نہیں آتا، اللہ اور تاجر کے درمیان دُکان اور نوکری پردہ بن گئی، انہیں اللہ نظر نہیں آتا، اللہ اور بیوی بچوں کے درمیان شوہر اور ماں باپ پردہ بن گئے، انہیں اللہ نظر نہیں آتا، اللہ اور روشنی کے درمیان سورج، چاند اور ستارے پردہ بن گئے، انہیں اللہ نظر نہیں آتا، اللہ اور دودھ، گوشت اور انڈوں کے درمیان جانور پردہ بن گئے، ان کو اللہ نظر نہیں آتا۔

غرض یہ کہ اللہ اور انسانوں کے درمیان اسباب پردہ بن گئے ہیں، انہیں اللہ نظر نہیں آتا، انسان دھوکہ کھا کر مخلوقات میں فائدہ اور نقصان دیکھ کر سمجھتا ہے کہ ان میں بھی خدائی قدرت ہے، اس لئے ان پر نظر جما کر ان سے پرورش پانے کا تصور کر کے ان کی پرستش کرتا ہے، چنانچہ کسی نے درختوں کی عبادت شروع کر دی، کسی نے سورج کی پرستش شروع کر دی، کسی نے پہاڑوں، دریاؤں، ندی، نالوں، درختوں، جانوروں کی پرستش شروع کر دی، کسی نے دولت کو پوجنا شروع کر دیا، کسی نے زمین کی پوجا شروع کر دی، کسی نے مشینوں اور اوزار کی پرستش شروع کر دی، اور اصل مالک اللہ تعالیٰ کی عبادت سے دور ہو گئے، حالانکہ پرستش، پوجا اور عبادت کے لائق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

ذرا غور کیجئے ہمارے گھروں کے نلوں میں پانی پائپوں کے ذریعہ آتا ہے، پائپوں میں گورنمنٹ کی ٹانکی سے آتا ہے، ٹانکی میں فلٹر ہاؤس سے آتا ہے، فلٹر ہاؤس میں پانی تالابوں، ندیوں سے آتا ہے، اور تالابوں اور ندیوں میں پانی اللہ تعالیٰ آسمانوں سے برساتا ہے، بجلی حکومت کے پاور ہاؤز سے تاروں اور گھروں کے میٹرس کے ذریعہ بلبوں میں آتی ہے، اب اگر کوئی نلوں میں پانی نہ آنے پر یا بلب میں روشنی نہ آنے پر نلوں اور بلب پر پھول کا ہار چڑھا کر اور ناریل پھوڑ کر ان کے سامنے ہاتھ جوڑے تو کیا یہ عمل عقلمندی کا ہوگا؟ پانی

کے ملنے کا اصل ذریعہ ابر ہے اور ابر اللہ کی قدرت سے بنتے ہیں، اور اللہ کے حکم سے برستے ہیں، اس لئے شکر اصل مالک کا ادا کرنا ہوگا، اور اصل مالک سے مانگنا ہوگا، درمیان میں جتنی چیزیں ہیں وہ سب اسباب ہیں' اصل نہیں، اسباب کا مالک اصل ہے، اللہ انسان کو اسباب کے درمیان رکھ کر امتحان لے رہا ہے، اسی لئے انسان کی زندگی کا اصل مقصد یہ ہے کہ وہ بغیر دیکھے اللہ کو پہچانے اور اسی کا آگیہ پالن اور اطاعت کرے۔

شکر اور عبادت حقیقی مالک کی کی جائیگی' نوکر کی نہیں!

اللہ نے دنیا میں تمام مخلوقات سورج' چاند' ستاروں' ہوا' پانی' جانور' زمین' درخت' پودے سمندر اور پہاڑ یہ تمام چیزیں انسانوں کی خدمت کے لئے پیدا کی ہیں، اور یہ سب مخلوقات انسان کے نوکر اور خادم ہیں، ان تمام چیزوں میں ہر اعتبار سے سب سے بہترین اور سب سے بڑا انسان ہے، جو زمین پر بیٹھتا اور رہتا ہے، ہواؤں میں اڑتا ہے، پانی پر اپنے جہاز چلاتا ہے، درختوں اور پودوں سے غذائیں کھاتا ہے اور جانوروں پر سواری کرتا ہے، جانوروں سے گوشت' انڈے اور دودھ حاصل کر کے کھاتا اور پیتا ہے، ہوا سے سانس لیتا ہے، درختوں سے لکڑی حاصل کر کے فرنیچر بنا کر اپنے آرام کے لئے استعمال کرتا ہے، پانی پی کر اُسے خراب کر دیتا ہے، اس طرح ساری مخلوقات انسان کی نوکر ہیں، انسان ان سے بڑا ہو کر ان سے خدمت لے کر ان کے آگے نہیں جھکے گا، بلکہ جس نے سَر دیا ہے اُسی کے سامنے سر جھکائے گا اور جس نے ہاتھ دیا ہے اسی کے سامنے ہاتھ پھیلائے گا، وہ خود سب سے بڑا ہو کر نوکروں کے آگے نہیں جھکے گا۔

انسان کو امتحان کے لئے ہی آزادی واختیار دیا گیا

اللہ نے انسان اور جن کو اس امتحان گاہ میں دنیا کی زندگی باقی رہنے تک آزادی اور اختیار دیا ہے، جس کی وجہ سے انسان چاہے تو اپنے مالک کا انکار کر سکتا ہے یا اقرار کر سکتا ہے، یا اس کے ساتھ کسی مخلوق کو شریک بھی کر سکتا ہے یا اکیلا اُسی کو معبودِ حقیقی مان

کر اسی کی اطاعت کر سکتا ہے، جس طرح دنیا کے امتحان ہال میں کسی بچے کے غلط جواب لکھنے پر کوئی پکڑ نہیں کی جاتی، سزا نہیں دی جاتی، اسی طرح دنیا میں اپنے اختیار کا غلط استعمال کرنے پر سزا اور پکڑ نہیں کی جاتی۔

دنیا میں امتحان کے لئے دو راستے رکھے گئے ہیں، ایک جنت (سورگ) والا صحیح راستہ، دوسرا جہنم (نرک) والا غلط راستہ، انسان کو اختیار ہے کہ وہ دونوں میں سے جس راستے کو چاہے پسند کر لے، گویا دنیا میں جنت کے بازار اور سامان بھی رکھے گئے ہیں اور دوزخ کے بازار اور سامان بھی رکھے گئے ہیں، اور ہر چیز جوڑی جوڑی ہے، مثلاً نیکی کے ساتھ بدی، انصاف کے ساتھ ظلم، سچ کے ساتھ جھوٹ، نکاح (شادی) کے ساتھ زنا، ایمانداری کے ساتھ بے ایمانی، محبت کے ساتھ بغض، دوستی کے ساتھ دشمنی، پردے کے ساتھ بے پردگی، شرم وحیاء کے ساتھ بے شرمی و بے حیائی، محنت ومزدوری کے ساتھ چوری و ڈکیتی، عزت کے ساتھ ذلت، کفایت شعاری کے ساتھ فضول خرچی، حلال کے ساتھ حرام۔

اس کے علاوہ انسان چاہے تو ننگا پھر سکتا ہے اور چاہے تو پورے جسم کو ڈھانک کر رہ سکتا ہے، شراب، جوا، ناچ گانا بجانا، جھوٹی گواہی، ظلم، فساد، قتل وغارت گری، سود، رشوت، غیبت اور تہمت یہ تمام چیزیں حرام کی گئی ہیں، اُسے اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی اور پسند سے جس راستے کو چاہے اختیار کر لے، چاہے تو اللہ کی اطاعت وفرمانبرداری کرے، چاہے تو نافرمانی اور بغاوت کرے، اسی اختیار وآزادی کے صحیح یا غلط استعمال پر وہ کامیاب ہو سکتا ہے یا ناکام، اس امتحان گاہ میں اس کا امتحان بس صرف اتنا ہی ہے کہ وہ اپنے اختیار وآزادی کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کرے اور چاہے تو نافرمانی وبغاوت پر استعمال کرے۔

انسان کو امتحان کے لئے نفس دیا گیا ہے

انسان کے اندر نفس رکھا گیا جو خواہشات پیدا کرتا ہے، یہ نفس انسان میں اچھی خواہش اور بری خواہش دونوں پیدا کرتا ہے، جب انسان پیغمبر کی تعلیمات سے دور رہتا ہے تو شیطان

انسان کے دل (جی) یعنی نفس پر قبضہ کر کے اس کے نفس یعنی جی کو بری خواہشات پر ابھارتا ہے اور انسان کو اللہ کی نافرمانی اور برائی و گناہ کے کام پر ابھارتا اور اُکساتا رہتا ہے، اگر انسان پیغمبر کی تعلیمات سے فائدہ اٹھاتا رہے تو اس میں پختہ اور طاقتور ایمان پیدا ہوتا ہے اور وہ اللہ کی محبت و اطاعت میں شیطان کو اپنے اوپر قابو پانے نہیں دیتا، انسان آسانی سے گناہ سے بچ کر نیکی اور اچھے اعمال اختیار کرتا ہے، دنیا کی زندگی میں شیطان انسانوں میں بھی ہیں اور جنات میں بھی رہتے ہیں، جو انسانوں کو برائی ہی برائی کی ترغیب دیتے رہتے ہیں اور برائی کے اڈّے اور بازار قائم کرتے ہیں، وہ انسان کو زندگی کے ہر قدم پر اللہ کی نافرمانی کرواتے ہیں۔

انسان و جن کے سوا کسی بھی مخلوق کو نیکی و گناہ کا اختیار نہیں!

انسان اور جن کے سوا کسی بھی مخلوق کو نیکی اور گناہ کرنے کا اختیار اور آزادی نہیں، دنیا کی تمام مخلوقات میں انسان اور جن ہی ایسی مخلوقات ہیں جن کو جی کی خواہش پر نیکی اور گناہ کرنے کا اختیار و آزادی دی گئی ہے، دوسری تمام مخلوقات گناہ نہیں کرسکتی، وہ اپنی فطرت کے مطابق چلتی اور اپنے مالک کی اطاعت کرتی رہتی ہیں، ان کو نفس نہیں دیا گیا، مثلاً شیر اگر کسی پر حملہ کر کے اس کو ختم کردے تو انسان خود بھی شیر کو قاتل نہیں کہتا اور نہ اس کا یہ عمل گناہ کہلاتا ہے، اس لئے کہ اللہ نے اس کی فطرت جیسی بنائی ہے وہ ویسا ہی کام کرتا ہے، وہ کبھی گوشت سے ہٹ کر گھاس وغیرہ دوسری غذاء نہیں کھاتا، بکری، گائے، بیل، بھینس گھاس چھوڑ کر مزے کے لئے گوشت نہیں کھاتے، دوسری تمام مخلوقات کا عمل نہ نیکی کہلاتا ہے اور نہ گناہ، اور ان کو ان کے اعمال پر جنت و جہنم یعنی سورگ و نرک اور جزاء اور سزاء نہیں ہے۔

انسان و جن ہی اپنی مرضی سے نیکی و گناہ کرتے ہیں!

تمام مخلوقات کے مقابلے میں انسان اور جن ہی ایسی مخلوقات ہیں جو اپنے اختیار و آزادی سے نفس کی خواہش پر نیک اور اچھا یا گناہ اور برا کام کرسکتے ہیں، اور اسی اچھے یا

بُرے عمل کرنے پر انسان و جن کو جزاء یا سزاء، انعام یا عذاب ملے گا، اس لئے کہ وہ جو بھی عمل کرتا ہے خواہش اور نفس کی اطاعت میں کرتا ہے، اختیار رکھ کر کرتا ہے، برائی اور گناہ کو برائی اور گناہ جانتے ہوئے اپنی پسند سے کرتا ہے۔

اکثر انسان نفس کے کنٹرول میں زندگی گذار رہے ہیں!

دنیا میں انسانوں کی بہت بڑی تعداد نفس کے کنٹرول اور خواہشات پر زندگی گذار رہی ہے، اور اپنے آپ کو اللہ کی باغی بنائے ہوئے ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک گاڑی میں اسٹیرنگ اور ڈرائیور ہوتا ہے، جب تک اسٹیرنگ ڈرائیور کے کنٹرول میں رہے گا گاڑی سیدھے راستے پر صحیح انداز میں چلتی ہے، مگر جب اسٹیرنگ ڈرائیور کے قابو سے باہر ہوجائے تو اکسیڈنٹ کا شکار ہوجاتی ہے، اسی طرح کروڑہا انسان اپنے نفس کو اپنا خدا بنائے ہوئے ہیں، وہ اپنے نفس کو آزاد اور آوارہ بنائے ہوئے ہیں، اس کو کنٹرول کرنا نہیں چاہتے، نفس جو بھی حکم دے بس فوراً اس پر عمل کرتے ہیں، گویا وہ نفس کی خواہش کو خدا بنائے ہوئے ہیں، کامیاب انسان وہ ہے جو نفس کی غلط خواہش پر کنٹرول کر کے اپنے مالک کی فرمانبرداری کرے۔

دنیا میں انسان کو مذہب کی ضرورت کیوں ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ کائنات کی تمام مخلوقات اللہ کے احکام پر زندگی گذار رہی ہیں، وہ رتّی برابر اللہ کی نافرمانی نہیں کرتیں اور جو اللہ کی فرمانبردار ہو وہ مسلم کہلاتی ہیں، اسی طرح انسان کو جب اللہ نے دنیا میں اختیار و آزادی دی ہے تو اُسے بھی اللہ کو پہچان کر مان کر اسی کی فرمانبرداری میں زندگی گذارنا ہوگا، تب ہی وہ کامیاب ہوسکتا ہے، چنانچہ مذہب کی ضرورت انسان کو اس لئے ہے کہ وہ دنیا میں اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گذارنے کا ضابطہ جانے اور اس کی عبادت اور شکر کا طریقہ جانے۔

دنیا میں انسانوں کو زندگی گذارنے کا ضابطہ اور قانون سوائے اس کے مالک کے کوئی

دوسرا نہیں دے سکتا، انسان ہی انسان کے لئے زندگی کا ضابطہ اور قانون بنا کر نہیں دے سکتا، اگر وہ بنائے گا تو اس میں ظلم، تعصب، ناانصافی، نقص، غیر فطری اور یکطرفہ ہوگا۔

دنیا میں بہت سے دانشور اور فلاسفروں نے انسانوں کے لئے اپنے دماغ سے بہت سے مذاہب ایجاد کئے جو انسانوں کی فطرت کے مطابق نہیں ہیں اور نہ ان میں اللہ کی صحیح پہچان اور انسانوں کی زندگی کا صحیح مقصد ہی سمجھایا گیا ہے، انسانوں کو خدا اور خدا کو انسانوں جیسا بنا دیا گیا، انسانوں کے لئے زندگی کا صحیح ضابطہ اور قانون آسمانی مذہب ہی سے معلوم ہوسکتا ہے، انسان اس پر عمل کر کے کامیاب زندگی گذار سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے اور ہر ملک میں پیغمبروں کو بھیج کر انسانوں کو وحی کے ذریعہ یہ ضابطہ اور قانون دیا، مگر دنیا سے پیغمبر چلے جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ علم کو بدل دیا گیا اور انسانوں کو گمراہ کر دیا گیا، آخر میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قرآن مجید دے کر بھیجا گیا، دنیا میں پچھلی آسمانی کتابوں کی نہ زبانیں باقی ہیں اور نہ ان کے پیغمبروں کے حالاتِ زندگی باقی ہیں، قرآن کی تقریباً ۱۵ سو سالوں سے اس کی اصلی زبان اور پیغمبر کی زندگی کے حالات اصلی صورت میں محفوظ ہیں، جن کو جان کر قرآن کو سمجھا اور عمل کیا جا سکتا ہے۔

آخر انسان کو زندگی کا ضابطہ اور قانون کیوں چاہیئے؟

اللہ نے انسانوں کو دنیا میں درخت، پہاڑ، جانور، ہوا اور پانی کی طرح مختصر ذمہ داریوں کے ساتھ پیدا نہیں کیا بلکہ انسان کو دنیا میں نکاح کرنا پڑتا ہے، اولاد، ماں باپ اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا پڑتا ہے، نوکری اور تجارت کر کے حلال کمائی کرنا ہے، زمین کے انتظامات سنبھالنے کے لئے اقتدار حاصل کرنا ہے، لوگوں میں برائی ختم کرنے کے لئے اچھائی کا حکم کرنا ہے، ان کو صحیح تعلیم و تربیت دینا ہے، عدل و انصاف نافذ کرنا ہے، رشوت، سود، حرام مال اور دھوکہ بازی سے بچنا ہے، انسانوں کی گمراہی دور کرنا ہے، شراب، زنا، جوا، چوری، جھوٹ سے بچنا ہے، اپنے جسم کو چھپانا ہے، پیشاب پاخانہ سے

پاک وصاف رہنا ہے، فحش گوئی اور گالی گلوچ سے بچنا ہے، ایمانداری کی زندگی گذارنا ہے، انسانوں کے درمیان مساوات کا سلوک کرنا ہے، غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا ہے، زندگی کے کاموں میں کامیابی وناکامی، تکلیف وراحت، بیماری وصحت، فائدہ اور نقصان، خوشی اورغم جیسے حالات سے گذرنا پڑتا ہے، حق کو پہچاننا اوراللہ کی معرفت حاصل کرنا ہے، ان تمام حالات میں انسان کواللہ کی مرضیات والاصحیح ضابطہ اور قانون چاہئے، تب ہی وہ زندگی کے ہر شعبے میں اللہ کی اطاعت کرتے ہوئے زندگی گذار سکتا ہے۔

اس کوصرف مسجد کی حدتک نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کے لئے نہیں پیدا کیا گیا، اگر وہ نماز کے بعد باقی تمام کاموں میں اللہ کی اطاعت کرے گا تو تب ہی اس کی زندگی عبادت گذار کہلائے گی، وہ نماز کے بعد زندگی کے دوسرے شعبوں میں اپنے نفس کی خواہش پر نہیں چل سکتا، اس کی چوبیس گھنٹوں کی زندگی اللہ کی فرمانبرداری میں گذرنا ضروری ہے، اس کو کچھ دیر کے لئے عبادت کرکے باقی وقت میں آزادنفس (جی) کی خواہش پر نہیں چھوڑا گیا، یہاں تک کہ بول وبراز، کھانا پینا، پاکی وضوغسل وغیرہ سب مالک کی مرضی کے مطابق ہی کرنا ہوگا۔

انسان کوصحیح رہبری کے لئے ان سوالات کے جوابات معلوم کرنا ضروری ہے!

☆ کیا اس دنیا کا کوئی بنانے اور پیدا کرنے والا ہے؟ یا یہ دنیا بغیر کسی مالک کے چل رہی ہے؟ ☆ وہ اگر ہےتو کیسا ہے؟ اس میں اور مخلوقات میں فرق اور رشتہ کیا ہے؟ ☆ اس نے یہ دنیا کیوں بنائی؟ اس میں مخلوقات کو کیوں رکھا؟ ☆ تمام مخلوقات میں انسان کا مقام کیا ہے؟ وہ دنیا میں کیوں آیا؟ کہاں سے آیا اور اس پر موت کیوں آتی ہے؟ انسان موت کے بعد کہاں غائب ہورہا ہے؟ ☆ دنیا میں انسانوں کے نزدیک نیکی اور بدی کا جوتصور ہے وہ صحیح ہے یا غلط؟ ☆ انسانوں کو اچھے کاموں پر پورا پورا اجر......اور برے کاموں پر مکمل بدلہ اور سزاء کیسے مل سکتی ہے؟ ☆ انسانوں میں عقیدۂ آخرت کا جوتصور ہے وہ صحیح ہے یا

غلط؟......عقیدۂ آخرت کی ضرورت کیوں ہے؟ اور عقیدۂ آخرت کا یقین کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے؟ ☆ جنوں اور انسانوں ہی کو دوبارہ زندہ کر کے حساب کیوں لیا جائے گا؟ دوسری مخلوقات کا حساب کیوں نہیں لیا جائے گا؟ ☆ اللہ کی عبادت واطاعت کیسے کی جائے؟

یہ وہ سوالات ہیں جن کے جوابات نہ بڑے بڑے فلاسفر دے سکے اور نہ دے سکتے ہیں اور نہ ان کے جوابات دنیا کی کوئی یونیورسٹی، کالج اور دنیا کی کتابیں دے سکتی ہیں، ان سوالات کے جوابات آسمانی کتاب اور مذہب کے سوا کوئی نہیں دے سکتا، جس مذہب میں ان سوالات کے جوابات موجود ہوں اور انسانوں کو فطری زندگی گذارنے کا ضابطہ اور قانون بتلایا جائے وہی سچا اور آسمانی مذہب ہے۔

چنانچہ ان تمام سوالات کے جوابات اور انسانی زندگی گذارنے کا فطری قانون اور ضابطہ سوائے دین اسلام کے کسی دوسری جگہ موجود نہیں ہے، جو مذہب انسان اور خدا کو ایک بتلاتا ہے یا انسانوں کو بھی خدا جیسا بتلاتا ہے اور زندگی کا فطری قانون اور ضابطہ نہیں دے سکتا ہے اور تزکیہ نفس کے لئے جسم وجاں کو تکالیف میں مبتلا کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ سچا اور آسمانی مذہب نہیں ہوسکتا۔

دوسری مخلوقات کی طرح انسان پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ کیوں نہیں ہوتا!

انسان کے علاوہ دوسری تمام مخلوقات پیدائشی طور پر ہدایت یافتہ پیدا ہوتی ہیں، ان کو باہر سے مدرسہ، استاد اور کتاب کے ذریعہ ہدایت کی ضرورت نہیں، جیسے جیسے وہ پرورش پاتے ہیں خود بخود اپنی نسل کے مکمل فرد بنتے رہتے ہیں اور اپنی زندگی کے تمام طور طریقے فطرتاً جانتے رہتے ہیں، ان کو نفس نہیں وہ نفس کی خواہش پر نہیں چلتے اور نہ ان کے لئے نیکی اور بدی کا قانون ہے، مگر انسان دوسری مخلوقات کی طرح پیدائشی ہدایت یافتہ پیدا نہیں ہوتا، اس کو جوان ہونے تک عقل وشعور میں فہم پیدا کرنے کے لئے باہر سے ہدایت ورہنمائی حاصل کرنا

پڑتا ہے، تب ہی وہ زندگی کے تمام شعبوں میں اللہ کی اطاعت وعبادت والی زندگی اختیار کرسکتا ہے، ورنہ شیطان کے حوالے ہوجاتا ہے اور نفس کی خواہشات پر زندگی گذارتا رہتا ہے۔

اللہ نے ہر زمانے اور ہر ملک میں انسانوں کی ہدایت کے لئے انسانوں میں سے ہی اعلیٰ اور عمدہ انسانوں کو منتخب کر کے اُن پر فرشتوں کے ذریعہ ہدایت و رہنمائی والا علم اُتارا، کچھ لوگوں نے اس کو مانا اور کچھ لوگوں نے اس کا انکار کیا۔

بعض لوگ اللہ کے نظر نہ آنے پر اس کا انکار کرتے ہیں

اکثر لوگ اللہ کے نظر نہ آنے پر اس کو نہیں مانتے، اور کہتے ہیں کہ یہ دنیا بغیر خدا کے ہے اور نیچر سے خود بخود بن رہی ہے اور چل رہی ہے، اس کا کوئی چلانے والا نہیں ہے، خدا کا عقیدہ انسانوں کا ایک تصور اور خیال ہے، اور غلط وفرسودہ عقیدہ ہے، اگر خدا ہوتا تو ضرور نظر آنا چاہئے، یہ لوگ اللہ کی زمین پر زندگی گذارتے ہیں اور اللہ کی غذائیں کھاتے ہیں، اللہ کا پانی پیتے ہیں، اللہ کے آسمان کے نیچے سوتے ہیں، اللہ کی ہوا استعمال کرتے ہیں، اللہ کے پیدا کردہ جانوروں سے فائدہ اٹھاتے ہیں، غرض اللہ کی تمام نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں' پھر ان سب کے پیدا کرنے والے اللہ ہی کو نہیں مانتے۔

ان کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بادشاہ نے اپنے چند لوگوں کے لئے ایک محل بنایا، اس میں عمدہ سامانِ زندگی رکھا، سواریاں رکھیں، نوکر چاکر رکھے، غلہ واناج کا انتظام کیا، اب وہ محل میں رہ کر محل اور وہاں کی چیزوں سے فائدہ اٹھا کر محل کے مالک ہی کو نہیں مانتے۔

ان کو اپنی عقل استعمال کر کے یہ سوچنا چاہئے کہ دنیا میں بہت ساری چیزیں جو انسان کو نظر نہیں آتیں' لیکن وہ ان کا انکار نہیں کرتا' ان کو مانتا ہے، مثلاً، ہوا، روح، بجلی، بخار، عقل وفہم وغیرہ، انسان دنیا میں جو چیزیں نظر نہیں آتیں ان کو نشانیوں' علامتوں اور ان کی دوسری صفات سے پہچانتا اور مانتا ہے اور ان کے ہونے کا یقین کرتا ہے، مثلاً:

ہوا کو دروازے' کھڑکیوں کے حرکت کرنے سے، پتے گرنے سے، دھول اور گرد و

غبار اُڑنے سے، آندھی اور طوفان آنے سے، جسم کو لگنے سے' ہوا کو محسوس کرتا ہے اور اس کے موجود ہونے کو مانتا، اقرار کرتا اور اس پر یقین کرتا ہے۔ ☆ بجلی' پنکھا چلنے اور بلب کے روشن ہونے سے، مشینوں کے چلنے سے، ٹی وی کے کھلنے سے' بجلی کے موجود ہونے کو مانتا' اقرار کرتا اور اس پر یقین کرتا ہے۔ ☆ روح (آتما) کو جسم کے حرکت کرنے، دیکھنے، سننے اور بات کرنے سے روح کے موجود ہونے کو مانتا' اقرار کرتا اور اس پر یقین کرتا ہے۔ ☆ بخار کو جسم کے گرم ہونے اور کانپنے سے پہچانتا ہے۔

ایک شخص نے ایک لڑکے سے کہا: خدا ہے تو نظر کیوں نے آتا؟ میں خدا کو نہیں مانتا! خدا کو ماننا جھوٹ ہے۔

لڑکے نے کہا: سر! کیا آپ کو عقل ہے؟......اس شخص نے کہا: ہاں! عقل ہے۔

تو اس لڑکے نے کہا کہ مجھے تو آپ کی عقل نظر نہیں آرہی ہے؟ میں نہیں مانتا کہ آپ کو عقل ہے، اگر ہے تو نظر آنا چاہئے تھا؟ آپ جھوٹ کہہ رہے ہیں کہ آپ کو عقل ہے۔

اسی طرح جب خدا نظر نہیں آتا تو اس کی صفات اور اس کے کاموں سے اس کو پہچاننا اور ماننا ہوگا، اس نے اپنی پہچان کروانے کے لئے صفات کو نشانیاں و علامتیں بنایا۔

کیا دنیا میں ہر چیز کی پیدائش کا نظام اپنے آپ چل رہا ہے؟ کیا پرورش کا نظام اپنے آپ چل رہا ہے؟ کیا موت کا نظام اپنے آپ چل رہا ہے؟ کیا ہر چیز میں ہدایت و رہنمائی کا نظام اپنے آپ چل رہا ہے؟ کیا تمام چیزوں کی صورتیں الگ الگ اپنے آپ ہی بن رہی ہیں؟ انسانوں میں تو کوئی ایک انسان کی صورت' آواز' عادات و اخلاق' عقل و فہم وغیرہ ایک جیسے نہیں ہوتے' کیا یہ سب چیزیں الگ الگ اپنے آپ بن رہی ہیں؟ کیا دن اور رات اپنے آپ بن رہے اور چل رہے ہیں؟ کیا موسم اپنے آپ بن رہے ہیں؟ گرمی' سردی اور برسات کیا اپنے آپ بن رہے ہیں؟ کیا بارش اپنے آپ ہورہی ہے؟ کیا سورج' چاند ستارے وغیرہ اپنے آپ طلوع اور غروب ہو رہے ہیں؟ کیا ہوائیں اپنے آپ طوفانی بن کر آندھی' طوفان لاتی ہیں؟ کیا سمندروں میں سونامی اپنے آپ آتی ہے؟

کیا بیج سے پودا اپنے آپ نکل رہا ہے؟ کیا درختوں سے پھل پھول اور غلہ و اناج اپنے آپ آ رہا ہے؟ کیا جانور دودھ اور انڈے اپنے آپ دے رہے ہیں؟

اگر ایسا ہے تو پھر جو انسان یہ کہتا ہے کہ دنیا خود بخود چل رہی ہے اور بن رہی ہے' تو اُسے یہ بھی کہنا چاہیئے کہ کچن میں چاول خود بخود دُھل کر اس میں خود بخود نمک مل کر' ترکاری خود بخود کٹ کر' گوشت خود بخود کٹ کر صاف ہو کر' اس میں تیل، ادرک لہسن اور مسالے مناسب مقدار میں خود بخود مل کر سالن اپنے آپ چولہے پر آ جاتا ہے، اور چاول، دال' سالن اپنے آپ تیار ہو جاتے ہیں، اور پکنے کے بعد خود بخود ٹیبل پر آ جاتے ہیں، اور برتن اور چمچے خود بخود ٹیبل پر لگ جاتے ہیں اور کھانے کے بعد خود بخود دُھل کر اپنی جگہ چلے جاتے ہیں، آگ خود بخود جل کر غذاء تیار ہونے کے بعد خود بخود بجھ جاتی ہے۔

ایک مکان' کیا بنانے سے بنتا ہے یا خود بخود بن کر کھڑا ہو جاتا ہے؟ اس میں سمنٹ، اینٹ، پتھر، ٹائلس، فرش، بجلی، لائٹس، پنکھے اور دیگر ضروریات سب لگانے سے لگتے ہیں؟ خود بخود نہیں بن جاتا، کیا ایک کرسی' صوفہ' لکڑی خود بخود کٹ کر خود بخود جُڑ کر بن جاتے ہیں؟

جب دنیا کی تمام چیزیں جو انسان بناتا ہے خود بخود نہیں بن جاتی' بلکہ بنانے سے بنتی ہیں اور چلانے سے چلتی ہیں، اس لئے اللہ نے انسانوں کے امتحان کے لئے دنیا کا یہ گھر بنایا اور اس میں خاص طور پر مختلف کاموں کے لئے مختلف مخلوقات کو بنایا اور پیدا کیا، یہ تمام مخلوقات اپنے آپ نہیں بن گئیں بلکہ اللہ کے بنانے سے بنی ہیں اور چلانے سے چل رہی ہیں، وہ اگر نظر نہیں آ رہا ہے تو دنیا میں اس کے کاموں' علامتوں اور نشانیوں کو دیکھ کر بھی اس کا انکار کرنا عقلمندی نہیں' اس کو اس کی صفات سے پہچاننا ہوگا۔

بہت سے لوگ خدا کو الگ الگ ناموں سے مانتے ہیں، کیا سب کے خدا الگ الگ ہیں؟

دنیا میں ہر ملک' ہر علاقہ میں انسانوں کی زبانیں الگ الگ ہیں، جس کی وجہ سے وہ

خدا کو بڑا ضرور مانتے ہیں اور زمین و آسمان، سورج و چاند اور ستاروں کے بنانے والے ہی کو اپنا خدا مانتے ہیں، مگر ان کی زبانیں الگ الگ ہونے کی وجہ سے وہ اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ ناموں سے اُسے مانتے اور پکارتے ہیں، مثلاً کوئی ''گاڈ'' کہتا ہے، کوئی ''پربھو'' کہتا ہے، کوئی ''پرماتما'' کہتا ہے، کوئی ''ایشور''، کوئی ''خدا'' اور کوئی ''من موہن'' (دل کا پیارا) اور کوئی ''اللہ'' کہتا ہے۔

جیسے انسان پانی کو اردو میں ''پانی''، انگریزی میں ''واٹر''، تلگو میں ''نیل'' اور عربی میں ''ماء'' کہتا ہے تو جس طرح پانی کو اپنی اپنی زبانوں میں الگ الگ نام لینے سے پانی الگ الگ نہیں ہوتا' ایک ہی رہتا ہے، اسی طرح سب انسانوں' مسلمان، عیسائی، یہودی، نصاریٰ، ہندو، پارسی، مجوسی، بدھسٹ' سب کا خدا ایک ہی ہے، الگ الگ نہیں، مصیبت اور پریشانی میں سب اُسی کو پکارتے ہیں، موت کے وقت اسی کو یاد کرتے ہیں۔

اذان میں اکبر کو کیوں پکارتے ہیں؟

مسلمان اذان میں اللہ کے ساتھ بادشاہ اکبر کو نہیں پکارتے اور نہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو ان کے پیغمبر ہیں ان کو خدا کا مقام دیتے ہیں، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت بھی نہیں کرتے بلکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ اللہ کا بندہ اور اور اس کا رسول مانتے ہیں۔

عربی میں اکبر کے معنیٰ سب سے بڑے کے ہیں، اذان میں دن میں پانچ بار لوگوں کو یہ سنایا جاتا ہے کہ اے انسانو! دنیا کی تمام مخلوقات چھوٹی ہیں' صرف اللہ ہی سب سے بڑا ہے، کوئی اللہ سے بڑا نہیں ہے، تم کسی مخلوق کی فرمانبرداری میں زندگی مت گذارو، تمہاری فطرت ہے کہ خاندان اور معاشرے میں جب تم اپنے ملک کے بادشاہ' صدر' وزیر اعظم کو بڑا مانتے ہو، خاندان میں دادا' والد اور استاد و شوہر کو بڑا مانتے ہو تو ان کی فرمانبرداری میں زندگی گذارتے ہو، ان کی نافرمانی سے ڈرتے ہو۔

یاد رکھو! اللہ حکومت' فوج' پولیس' ہتھیاروں' انسانی' جنّاتی اور ملکوتی تمام طاقتوں

سے بھی بڑا ہے، اس لئے کہ اسی نے سب چیزیں پیدا کی ہیں، وہی پیدا کرتا اور موت دیتا ہے، وہی ہر ضرورت کو پورا کرتا ہے، وہی ہر حال میں مدد کرنے والا ہے، خوشحالی و مصیبت، کامیابی و ناکامی سب اُسی کے پاس سے آتی ہیں، اس لئے وہ سب سے بڑا ہے، تم چھوٹے ہو، اور تم چھوٹے ہو کر اپنی بڑائی مت چلاؤ، اُسی کے حکم پر اپنی زندگی گذارو، شادی بیاہ، نوکری و تجارت، دوستی و دشمنی، رشتہ داروں کے ساتھ سلوک، کمانے اور خرچ کرنے میں، حکومت و اقتدار میں، لوگوں کے فیصلے کرنے میں ہر وقت' ہر جگہ' ہر مرحلے' ہر شعبے میں اور ہر قول و عمل میں اسی کی بڑائی اور فرمانبرداری میں زندگی گذارو۔

اگر تم نے مسجد میں اللہ کو بڑا مانا اور مسجد سے باہر نکل کر شادی بیاہ میں، خرچ کرنے میں، دوستی و دشمنی میں، نوکری اور تجارت میں، انصاف و عدالت میں، حکومت کرنے میں اپنی بڑائی چلائی تو تم نے اللہ کو بڑا نہیں مانا' صرف زبان سے اللہ کو بڑا کہنے سے اللہ کو بڑا ماننا نہیں ہوگا بلکہ عمل سے اس کا اظہار کر کے بتلاؤ، اللہ کو بڑا مان کر دھوکہ مت دو، اللہ کو بڑا مان کر جھوٹ مت بولو، اللہ کو بڑا مان کر لوگوں پر ظلم مت کرو، اللہ کو بڑا مان کر فضول خرچی مت کرو، اللہ کو بڑا مان کر اپنی بیوی سے ہٹ کر دوسری عورتوں سے غلط اور ناجائز تعلقات قائم مت کرو، شراب مت پیو، سود مت لو، رشوت مت لو اور نہ ہی دو، امانت میں خیانت مت کرو، کسی کی چیز پر ناجائز قبضہ مت کرو، اپنے عہدوں کا ناجائز اور غلط استعمال مت کرو، پیسے لے کر غلط فیصلے مت کرو۔

اس لئے کہ اللہ ہی سب سے بڑا ہے، وہ تمہاری پوری زندگی کے ہر ایک لمحہ کا حساب لے گا، دنیا میں اگر وہ نظر نہیں آ رہا ہے تو اس کو بھول کر زندگی مت گذارو، اس کی بڑائی کو ہر لمحہ یاد رکھو، جو لوگ اس کو بھول کر زندگی گذاریں گے جہنم میں ڈال دئے جائیں گے، اس کی پکڑ بڑی سخت ہے، انسان مالک نظر نہ آئے تو کام چور بنتا ہے۔

آخر کیسے سمجھیں کہ وہ ایک' تنہا اور اکیلا ہے؟

بہت سے لوگ اپنے خیال اور گمان سے یہ سمجھتے ہیں کہ جس طرح دنیا میں حکومت

چلانے کے لئے ایک بادشاہ صدر یا وزیر اعظم ہوتا ہے، اوراس کی مدد کے لئے بہت سے وزیر ہوتے ہیں، وہ اکیلا پورے ملک کو نہیں سنبھال سکتا' اس لئے اس دنیا کو چلانے کے لئے ایک بڑے خدا کے ساتھ ساتھ بہت سے چھوٹے چھوٹے خدا بھی ہیں، چنانچہ وہ اپنی عقل سے انسانوں کا خدا الگ، جانوروں کا خدا الگ، ہوا کا خدا الگ، پانی کا خدا الگ، زمین کا خدا الگ، درختوں کا خدا الگ، مال ودولت کا خدا الگ، علم کا خدا الگ، آسمان کا خدا الگ، سورج' چانداور ستاروں کے خدا الگ الگ، غرض کئی چیزوں کے خدا الگ الگ مانتے ہیں، انسان کا اس طرح ماننا صحیح نہیں ہے، اس کی ان کے پاس کوئی سنداور کوئی ثبوت اور دلیل نہیں ہے۔

انسانی بادشاہ میں اور کائنات کے خالق وشہنشاہ میں کوئی تقابل اور برابری نہیں، اور نہ خدا کو انسانی بادشاہ سے تشبیہ دی جاسکتی ہے، انسانی بادشاہ، صدر یا وزیر اعظم کو حکومت' خاندان یا عوام یا لیڈروں کے ذریعہ ملتی ہے، اوراس کی حکومت کواس کی فوج یا دوسرے لیڈر جب چاہے ختم کرسکتے ہیں، وہ اپنے ہی محل کے دوسرے کمروں میں اس کے ملازم اس کے خلاف بغاوت کا کیا منصوبہ بنارہے ہیں نہیں جانتا، اپنے ملک کے حالات بغیر فوج، پولیس، سی آئی ڈی اور لیڈروں کے نہیں جان سکتا ہے، وہ تو پوری طرح مجبوراور محتاج ہوتا ہے، اس کا ملازم دیوار کے پیچھے رشوت لے تو اس کو معلوم نہیں ہوتا، غلط اطلاعات پر گمراہ ہوجاتا ہے۔

بھلا اس سے کائنات کے خدا کا تقابل کرکے مثال بنانا صحیح نہیں، خدا تو ایسی قدرت رکھتا ہے کہ انسانوں کے دلوں کا حال جانتا ہے، کل وہ کیا کرنے والا ہے اور کیسے کرنے والا ہے اُسے بھی جانتا ہے، کوئی مخلوق اس کو نقصان نہیں پہنچاسکتی ہے، دنیا کے بادشاہ کو خود اس کا ملازم بندوق سے گولی چلا کر ختم کرسکتا ہے، مگر خدا پر کوئی حملہ نہیں کرسکتا، اس کے حکم سے ہوائیں طوفانی بن جاتی ہیں، اس کے اشارہ سے زمین حرکت کرکے زلزلہ لاتی ہے، اس کے حکم سے سورج تیز ہوجاتا ہے جس سے گرمی شدید ہوجاتی ہے، اس کی مرضی سے پھولوں، پھلوں، ترکاریوں اور غلوں میں خود بخود کیڑے پیدا ہوجاتے ہیں، اس کو کسی کی مدد کی ضرورت نہیں، وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے، کائنات میں کتنے کنکر ہیں، سمندروں کے پانی سے

کتنے قطرے بن سکتے ہیں وہ جانتا ہے، کوئی پتہ اس کی مرضی کے بغیر نہیں گرتا، وہ جانتا ہے کہ کون کب پیدا ہوگا، کیا کیا کرے گا اور کب مرے گا، ساری کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے علم میں ہے، کوئی چیز اس کے کنٹرول سے باہر نہیں۔

جس طرح جانداروں کے جسموں میں روح اور جان دیکھنے سننے بولنے دوڑنے غذاء ہضم کرنے، نیند لینے، سب کام اکیلے کرتی ہے، ایک ہی وقت میں کرتی ہے، جس طرح بجلی ایک ہی وقت میں پنکھے، ٹی وی، ٹیوب لائٹ، مشین، ریل، گاڑیاں، چولہے واشنگ مشین، فریج وغیرہ ایک دو نہیں لاکھوں کروڑوں کو چلاتی ہے، ہزاروں میل دور سے چلاتی ہے، سیکنڈوں اور منٹوں میں بجلی معمولی مخلوق ہوکر حرکت کرتی ہے تو کائنات کے مالک کو یہ دنیا میں ہر مخلوق کا انتظام کرنے الگ الگ خداؤں کی کیا ضرورت رہے گی، بجلی مخلوق ہوکر ہر چیز میں اپنا اثر دکھاتی اور اپنا کام کرتی ہے تو کیا کائنات کا مالک ساری مخلوقات کی ہر ضرورت کو پورا نہیں کرسکتا؟ وہ انسانوں اور دوسری مخلوقات کی طرح نہیں، کسی چیز میں مجبور ومحتاج نہیں۔

جب انسان کوئی مشین بناتا ہے، مثلاً موٹر ہی پر غور کیجیے، موٹر اور بس جسے انسان خود بناتا ہے اس میں الگ الگ پُرزے ہوتے ہیں مگر تمام پُرزوں کو حرکت دینے کے لئے ان کا کنٹرول ڈرائیور کے ہاتھ میں رکھتا ہے، سارے بٹن ایک بورڈ پر رکھے جاتے ہیں، ایسا ہرگز نہیں ہوتا کہ ہر پرزے کے الگ الگ ڈرائیور رکھے جائیں، دنیا میں جتنی مشینیں بنائی جاتی ہیں، سب کا کنٹرول چلانے والے کے پاس ہوتا ہے، وہ جس وقت جس چیز کی ضرورت ہوتی ہے اس پُرزے کو حرکت دیتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جب دنیا بنائی ہے تو دنیا کی ضرورت اور دنیا کو چلانے سورج، چاند، زمین، آسمان، ہوا، پانی، درخت، جانور، پہاڑ، معدنیات، نباتات، جمادات، سمندر اور جنگلات وغیرہ سب اس دنیا کے پرزے بنائے اور یہ تمام ایک دوسرے کی مدد اور ایک دوسرے سے تعلق رکھتے ہیں، مثلاً ہوا اور پانی سے جاندار زندہ رہتے ہیں، پانی دنیا

میں ابر سے برستا ہے اور زمین کو زرخیز بناتا ہے، زمین جانداروں کے لئے درخت اور پودے اُگاتی ہے، درخت و پودے جانداروں کے لئے غذائیں تیار کرتے ہیں، پہاڑوں' جنگلات اور ابر بنانے اور ابر کو روک کر برسانے میں مدد کرتے ہیں، معدنیات' پہاڑوں میں محفوظ رہتے ہیں، سورج، چاند اور ستاروں سے کھیت تیار ہوتے ہیں، جانور غذائیں کھا کر دودھ' انڈے اور گوشت دیتے ہیں۔

اگر ان تمام چیزوں کا کنٹرول خدا کے ہاتھ میں نہ رہے اور ان کے الگ الگ خدا رہیں تو کائنات کا نظام تباہ و برباد ہو جاتا تھا، سارا نظام اللہ کے تحت ہے، اس لئے ہر چیز دنیا میں وقت پر مل رہی ہے اور دنیا کا نظام بغیر کسی رُکاوٹ کے چل رہا ہے، اگر ہر چیز کے الگ خدا ہوتے، مثلاً انسانوں کا خدا الگ ہوتا تو اُسے انسانوں کی پرورش کے لئے ہوا کے خدا سے پانی کے خدا سے درختوں کے خدا سے جانوروں کے خدا سے سورج و چاند کے خداؤں سے مدد مانگنی پڑتی تھی، اگر ان میں سے کوئی ایک ناراض ہو کر مثلاً پانی والا پانی نہ برساتا تو درخت' جانور اور انسان سب ہلاک ہو جاتے، درختوں کا خدا غذائیں اُگنے نہ دیتا تو سب ہلاک ہو جاتے۔

یہ بات آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ کائنات کا نظام ایک دوسرے سے جڑا ہوا ہے اور اس کو چلانے کے لئے ایک ہی ذات کی ضرورت ہے، کئی کئی خدا ہوں تو دنیا کا نظام اتنے سلیقے اور نظم و ضبط کے ساتھ نہیں چل سکتا تھا۔

خود انسان کا جسم ایک ہی روح کے کنٹرول میں ہوتا ہے اور ایک ہی روح سارے جسم کے نظام کو چلاتی ہے، جسم کے اعضاء کو چلانے کے لئے ہر عضو کی الگ الگ روح نہیں، ایک موٹر کا ایک ہی ڈرائیور ہوتا ہے، دنیا کے ملکوں میں ہر ملک کا بادشاہ' صدر یا وزیر اعظم ایک ہی ہوتا ہے، دس دس نہیں ہوتے، ہر اسکول اور کالج کا پرنسپل ایک ہی ہوتا ہے، اور اگر دو ہو جائیں تو وہ ملک' وہ کالج اور وہ اسکول تباہ و برباد ہو جاتے ہیں، اگر کائنات کے کئی خدا ہوں تو پھر انسان کس کی غلامی کرے، ایک کی غلامی کرے گا تو دوسرا ناراض ہو جائے گا، ایک کی عبادت کرے گا تو دوسرا ناراض ہو جائے گا، ایک غلام اپنے دس مالکوں کو خوش نہیں رکھ سکتا۔

اگر کئی خدا ہوتے تو ان میں لڑائی اور جنگ ہوتی!

اگر دنیا کے کئی کئی خدا ہوتے تو ان میں گروپ بندی ہوتی اور وہ آپس میں لڑتے یا اپنے سے بڑے پر قبضہ کرنے کی کوشش کرتے، فرض کیجئے کہ اگر انسانوں کا خدا کچھ انسانوں کی نافرمانی کی وجہ سے ناراض ہوجاتا اوران کوزلزلوں کے ذریعہ سزاء دینا چاہتا تو زمین کے خدا سے مدد مانگنی پڑتی کہ آپ ذرا زمین کوفلاں علاقہ میں زلزلہ کاحکم دیں، زلزلہ آنے کے بعداس علاقہ کے جانور، درخت، پودے بھی مرجاتے اور سمندر میں سونامی آکر زمین پر تباہی مچ جاتی، تب جانوروں اور درختوں اور سمندروں کے خدا انسانوں کے خدا سے ناراض ہوجاتے کہ تم نے اپنی مخلوق کوسزاء دینے کی خاطر ہماری مخلوق کو مارا، اوران میں لڑائی ہوتی یا پھرزمین کا خدا کچھ انسانوں سے خوش رہتا اوران کوسزاء دینانہیں چاہتا، تو وہ زلزلہ لانے سے انکار کردیتا، غرض دنیا کانظام کئی خداؤں کے تحت نہیں چل سکتا، ساری مخلوقات کا کنٹرول ایک ہی خدا کے ہاتھوں میں ہوناضروری ہے۔

خداانسان کی اصلاح کے لئے زمین پرنہیں آتا!

خدا کوشکل اور بھیس بدل کر دنیا میں آنے کی ضرورت ہی نہیں، دنیا کے سارے ممالک اس کی ملکیت ہیں، کیاوہ ہرملک میں انسانوں کوسدھارنے کے لئے انسانی روپ اختیار کرکے جائے گا؟ اگرایسا ہوا تو پھر ہر ملک میں آنے والے اوتار کوبھی ماننا پڑے گا، دنیا میں ایک ملک کامعمولی صدر، بادشاہ یہ اختیارات رکھتا ہے کہ وہ اپنے صدرمقام پر بیٹھ کر کسی شہر میں گڑبڑ ہوجائے تو پہلے اپنے نمائندوں کوبھیج کرسمجھاتا ہے، اگرنہ مانے تو پولیس اورفوج سے پٹائی کرواتا ہے، خدا تو ہرقسم کی قدرت رکھتا ہے، اس کوانسانوں کو درست کرنے کے لئے ہرملک میں بھیس بدل کرآنے کی ضرورت ہی نہیں۔

جب دنیا کا بادشاہ اورصدربھیس بدل کرکسی شہر میں جاکرکنٹرول نہیں کرتا، اس کے

پاس اتنی طاقت ہوتی ہے کہ وہ اپنے مقام سے کنٹرول کرتا ہے، خدا تو ہر قسم کے اختیارات رکھتا ہے، اس کو دنیا کے شہروں میں آ کر انسانوں کو کنٹرول کرنے اور درست کرنے کی ضرورت ہی نہیں، اس کی قدرت کا یہ عالم ہے کہ وہ بغیر پلّر اور ستون کے آسمانوں کو کھڑا کر دیا، بغیر سہارے کے سورج، چاند اور ستاروں کو فضاء اور خلاء میں گھما رہا ہے، بغیر مشین کے ہواؤں کو طوفانی بنا دیتا ہے، بغیر کسی مشین کے سمندروں سے سونامی کے ذریعہ پانی کو زمین کے اوپر شہروں میں داخل کر دیتا ہے، بغیر آگ کے سورج کو ہزاروں سالوں سے دہکا رہا ہے، بغیر مشین کے زمین کو جہاں سے چاہے ہلا دیتا ہے، جب اس نے انسانوں کو یہ صلاحیت دی کہ فیڈ کھلا کر بغیر مرغ کے انڈے نکالے، ترکاریوں، پھلوں میں بغیر نر اور مادہ کے کیڑے پیدا کر دے، بغیر سانچے کے پرندوں کے انڈوں اور جانوروں کے پیٹ میں اُسی کی شکل و صورت کا بچہ بنا دے، تو انسانوں کی سدھار کے لئے اس کو زمین پر آنے کیا ضرورت ہے۔

کیا ہم خدا کی تصویر بنا سکتے ہیں؟

جب ہم نے خدا کو دیکھا ہی نہیں تو اس کا فوٹو کیسے بنائیں گے؟ اور اگر اپنے وہم و گمان سے تصویر بنائیں تو وہ خدا کی تصویر نہیں ہوگی، انسان، ہوا، روح، بجلی، بخار اور عقل کو جب نہیں دیکھا تو آج تک کسی نے ان چیزوں کی تصویر اتار کر انسانوں کو نہیں بتایا اور وہ انسان جو اپنے ذہن سے خدا کی تصویر بناتے ہیں وہ بھی ہوا، بجلی، عقل اور روح کی تصویر نہیں بناتے، لیکن مانتے ضرور ہیں، کسی بھی چیز کو دیکھنے کے بعد اس کی تصویر اتارنا صحیح ہوگا، روح اور بجلی کو ہم نہیں دیکھ سکتے، ان کو سمجھانے کے لئے پن، پنسل کی تصویر اتار کر کہیں کہ روح، بجلی اس شکل کی ہوتی ہیں، یہ غلط ہو جائے گا؟

کیسے معلوم کہ خدا انسانی صورت اور ضروریات والا ہے؟

دنیا کے بہت سارے لوگ خدا کو انسانی شکل و صورت اور اعضاء والا سمجھتے ہیں، اگر خدا جانداروں کی طرح ہو تو پھر اُسے خون چاہئے، ہڈیاں چاہئے، ہاتھ پیر چاہئے، آنکھیں

اور کان چاہئے، پھران اعضاء کو ہوا غذاء اور پانی چاہئے، ان کو آرام چاہئے، پھر جسم سے گندگی کو خارج کرنا پڑے گا، بھلا خدا تو ہر عیب اور نقص سے پاک ہے، یہ تمام چیزیں مخلوق ہیں، آخر وہ خدا ہو کہ مخلوق کے اعضاء والا کیسے ہوسکتا ہے؟ انسان خدا کو اپنی طرح سمجھا اور ساری مخلوقات میں سب سے زیادہ عقل وفہم والا، اپنے آپ کو سمجھ کر اس سے خدا کو بھی اپنی طرح اپنے سے طاقتور بنا ڈالا، خود ٦ رفٹ کا ہونے کے باوجود خدا کو سوفٹ کا بنا ڈالا، انسان کو دو ہاتھ ہیں، تو اس نے اپنے خدا کو سو سو ہاتھ لگا ڈالے، اس کو ایک سر ہے تو اپنے خدا کو دس سے سو سو سر لگا ڈالے، خود ایک پتھر اُٹھا سکتا ہے تو اس نے خدا کے ہاتھ میں ایک ایک پہاڑ رکھ دئے، خدا کسی بھی مخلوق کی مثل اور مثال نہیں ہے، وہ کیسا ہے ہم نہیں جانتے۔

☆　اسی طرح انسان نے اپنے آپ کو بیوی بچوں، اہل وعیال والا دیکھ کر اپنے خدا کو بھی سو سو بیویوں والا بنا ڈالا، پھر اس کی اولاد بھی مان لی، بھلا ذرا سوچئے اولاد کی ضرورت تو اس کو ہوتی ہے جس کی عمر محدود ہو اور جس پر پیدائش اور موت آتی ہو، جو بیمار ہوسکتا ہو، جو بوڑھا ہوتا ہے، جس کے مرنے کے بعد نسل ہونا ضروری ہے۔

خدا کو پیدائش اور موت نہیں، اس کی کوئی محدود عمر نہیں، وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا، اس پر موت نہیں آتی، اس کو انسانوں کی طرح خواہشات نفسانی نہیں، بھلا اس کو بیوی بچوں کی ضرورت کیوں پڑے گی؟ اگر بیوی بچے ہوں تو وہ بھی خدا کی نسل کے ہونا ضروری ہے، خدا کو انسانی بیوی بچے کیسے ہوسکتے ہیں؟ خدا کا بچہ خدا جیسا ہی ہونا پڑے گا، کیا کسی مچھر کا بچہ انسان کا بچہ ہوسکتا ہے؟ انسان الگ ہے، مچھر الگ ہے، خدا کے بچے میں خدا کی صفات ہونا ضروری ہے، اس کو کھانے پینے، نیند لینے، پیشاب پاخانہ کرنے، سانس لینے کی محتاجی ہو تو وہ خدا کیسے ہوگا؟ وہ تو دوسرے جانداروں کی طرح ایک جاندار ہوگا، اس لئے خدا کو انسان جیسا تصور نہ کیجئے۔

انسان کو اہل وعیال نہ ہوں تو اس کی نسل ختم ہوجاتی ہے، اللہ کی کوئی نسل اور خاندان ہی نہیں، وہ مخلوقات کی طرح نسل اور خاندان والا نہیں، خاندان ہوتا تو آپس میں

لڑائی جھگڑے شروع ہوجاتے، ہرکوئی اپنے حق کے لئے لڑتا، وہ بچپن جوانی اور بوڑھاپے سے پاک ہے، وہ پیدا نہیں ہوا، وہ اگر پیدا ہوتو پھر اس کو پیدا کرنے والا کوئی اور ہوجائے گا، پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے پیدا ہونے سے پہلے دنیا کون چلاتا تھا؟ اس طرح اس کا پیدا کرنے والا بڑا ہوجائے گا، خدا مخلوقات کی طرح بچپن، جوانی اور بوڑھاپے سے پاک ہے، ایک انسانی بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کی عقل آہستہ آہستہ بڑھتی ہے اور جوان ہونے تک اس کی تربیت کرنا پڑتا ہے، خدا کے لئے یہ سب حالات نہیں، اگر خدا بچہ تھا تو یہ دنیا اس کے جوان ہونے تک کس نے چلائی؟ پھر بوڑھاپے میں عقل ختم ہونے کے وقت دنیا کون چلائے گا؟ اس دنیا کو چلانے کے لئے ایک دانا، بینا اور لازوال ہستی کی ضرورت ہے، اس میں یہ سب تبدیلیاں آتی رہیں تو دنیا کیسے چلے گی؟

خدا تو ہر قسم کی تبدیلی سے پاک ہے، اس کو مخلوقات کی طرح کھانے پینے کی حاجت نہیں، اگر کھانے پینے کی ضرورت رہے تو جسم میں خون پیدا ہوتا ہے، خلیات زندہ رہتے ہیں، خون میں کمی زیادتی ہوگی، یہ سب چیزیں مخلوق ہیں، بھلا خدا کیا مخلوق کی مدد سے زندہ رہے گا؟ خدا کو مخلوقات کی طرح تھکان، اونگھ اور نیند کی ضرورت نہیں، وہ اگر نیند لے تو دنیا کا انتظام کون کرے گا؟ پھر اُس میں اور مخلوقات میں فرق ہی باقی نہیں رہے گا، نیند تو اس کو آتی ہے جو محنت کر کے تھک جاتا ہے، جو کمزور ہو، اعضاء میں زیادہ طاقت نہ ہو، خدا ایسا بالکل نہیں ہے، وہ تھکان، اونگھ اور نیند جیسے عیبوں سے پاک ہے، وہ مخلوقات کی طرح نہیں۔

مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر کے حساب کیوں لیا جائیگا؟

دوبارہ زندہ کر کے حساب اس لئے لیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو دنیا کی زندگی گذارنے کے لئے بہت ساری نعمتیں عطا فرمائیں اور امتحان کی خاطر انسان کو زندگی عطا فرمائی، جسم اور اعضاء عطا فرمائے، عقل وفہم عطا فرمایا، ضمیر عطا فرمایا، اچھے برے کی تمیز عطا فرمائی، نیکی اور بدی کی طاقت عطا فرمائی، صحیح وغلط راستے کی رہبری کے لئے

پیغمبروں کو بھیجا، اور ان پر حق و باطل کا علم نازل کیا، انسان کو دنیا کی زندگی میں آزادی، اختیار اور مہلت عطا فرمائی، تاکہ وہ اس آزادی اور مہلت سے حق کو مانے اور حق پر زندگی گذارے یا حق کا انکار کر کے حق کے خلاف چلے، اور دنیا کی مخلوقات کو انسان کے کنٹرول میں دیا، جب یہ تمام نعمتیں انسان کو عطا کی گئی ہیں تو ان کا حساب لینا بھی ضروری ہے کہ اس نے یہ تمام آزادی، اختیار و مہلت ملنے کے بعد اپنے آپ کو فرمانبردار اور وفادار بنایا یا باغی اور نافرمان بنایا؟ انسان خود جب اپنے نوکر کو اپنا مال اور کاروبار حوالے کرتا ہے تو ایک ایک چیز کا حساب لیتا ہے، حساب لینا یہ خود اس کی فطرت میں داخل ہے، ایماندار نوکر حساب کتاب صحیح رکھے تو خوش ہو کر انعام دیتا اور اگر حساب میں گڑبڑ کردے تو سزا دیتا ہے۔

پیغمبر کی ضرورت انسان و جن کے لئے کیوں ضروری ہے؟

دنیا کی امتحان گاہ میں پیغمبر کی رہبری کے بغیر انسان صحیح زندگی نہیں گذار سکتا، اس کو یہ معلوم ہونا ضروری ہے کہ خدا اور مخلوق میں فرق کیا ہے؟ خدا کو ماننے اور عبادت کرنے کا طریقہ کیا ہے؟ کونسی چیز کھانا چاہئے اور کونسی چیز نہیں؟ کس سے شادی کرنا اور کس سے نہیں کرنا ہے؟ کس طرح کمانا اور کس طرح نہیں کمانا، پیشاب پاخانہ کس طرح کرنا اور کس طرح نہیں، کپڑے کونسے پہننا اور کس طرح پہننا اور کونسے کپڑے نہیں پہننا، ماں باپ، بیوی بچوں کے ساتھ کس طرح رہنا، بڑے گناہ چھوٹے گناہ کیا کیا ہیں، نیکی کسے کہتے ہیں؟ حرام کیا ہے اور حلال کیا ہے؟ لوگوں کو سیدھے راستے کی تعلیم کیسے دیں؟ شیطان کون ہے؟ اس کی دشمنی کا طریقہ کیا ہے؟ کیا نیکی اور بدی برابر ہے؟ کیا اس کا حساب ہوگا؟ ان کی جزاء اور سزاء کب اور کہاں ملے گی؟ دنیا میں انسان کے زندگی گذارنے کا جو دستور اور طریقہ دیا گیا ہے وہ انسانی فطرت کے عین مطابق ہے یا نہیں؟ اس کو سمجھنا ضروری ہے، اگر پیغمبر کی تعلیمات عین فطرت اور مزاج کے مطابق ہیں تو وہ ان کے مالک کی طرف سے صحیح ہدایت و رہنمائی ہے، اگر مذہبی تعلیمات فطرت کے خلاف ہیں تو وہ اللہ کی طرف سے نہیں انسان کی بنائی ہوئی ہیں، یہ تمام باتیں اللہ تعالیٰ پیغمبر پر وحی نازل کر کے ان کو مثال اور نمونہ بنا کر انسانوں کی رہبری کرتا ہے۔